ممنوع قرار دیا جائے۔

میں امید کرتا ہوں کہ قبلہ محترم حضرت مفتی صاحب اس پر غور فرما کر اسمبلی کے ایجنڈے میں رکھ کر یا اپنے اختیارات خصوصی کی بناء پر اس پر عملدرآمد فرما دیں گے۔

(حکیم محمد علی فاضل طب وجراحت۔ گوجرانوالہ)

★

تعلیم اور لسانی مسائل | یہ خبر پڑھ کر از حد خوشی ہوئی ہے کہ حکومت صوبہ سرحد عربی کو لازمی زبان قرار دے رہی ہے۔ یہ اسلامی تعلیمات کی ترویج کی طرف اہم قدم ہے۔ اور قابل تحسین بھی۔ لیکن جو بات یہاں غور طلب ہے وہ یہ ہے کہ ہمارے نوجوان طالب علم ساری عمر مختلف زبانیں سیکھنے کے چکر میں ہی پڑے رہیں گے۔ مثلاً صوبہ سرحد کے عوام اپنی مادری زبان پشتو اپنی ماں کی گود میں سیکھتے ہیں۔ ہر بچہ اپنی مادری زبان ایسے ہی سیکھتا ہے۔ پھر سکول میں انگلش اور اردو زبانیں لازمی ہیں۔ اس کے بعد عربی زبان بھی لازمی ہو جانے سے چار زبانیں لازمی ہو جاتی ہیں۔ مادری زبان تو ہر شخص کو از خود ہی آجاتی ہے۔ باقی تین زبانوں کو پڑھنے، لکھنے، سمجھنے بولنے کے قابل بننے کیلئے کتنی محنت درکار ہوگی۔ اس کا اندازہ یہاں سے لگایا جا سکتا ہے۔ کہ صرف انگریزی کا امتحان پاس کرنے کے لئے ایک طالب علم اتنی ہی محنت کرتا ہے، جتنی باقی تمام مضامین میں اُسے کرنا پڑتی ہے۔ اور پھر بھی کامیابی یقینی نہیں ہوتی۔ پشاور یونیورسٹی کے ایک سابقہ وائس چانسلر (شاید وہ جناب محمد علی صاحب تھے) نے ایک دفعہ ایک انگلش لیکچرر کے امیدوار کی عرضی میں کافی غلطیاں پائیں اور ملک میں تعلیمی معیار پر افسوس کا اظہار اس طرح کیا کہ اس امیدوار کی فوٹو کاپیاں دوسری یونیورسٹیوں میں بھیج دیں تاکہ وہاں بھی ایک غیر ملکی زبان میں ایم اے پاس کی قابلیت کا پول کھل جائے اگر یہی حال ہمارا عربی میں ایم اے کرنے پر ہوا تو ہمیں پہلے ہی یہ کہہ دینا چاہئے کہ ہمارے نوجوانوں کی عمریں زبانیں سیکھنے میں صرف ہو جائیں گی۔ جبکہ موجودہ زمانہ سائنس اور ٹیکنالوجی کا ہے۔

راقم عربی زبان کا مخالف نہیں، بلکہ یہ ہماری مذہبی زبان ہے۔ اور ہمارے مذہب کا منبع ہے۔ اسے سیکھنا ہمارا مذہبی فریضہ ہے۔ ہمیں دنیاوی تعلیم کے ساتھ ساتھ دینی تعلیم پر بھی توجہ دینی چاہئے، تاکہ ہم اپنے مقصد پیدائش و فرائض زندگی کو بخوبی سمجھ سکیں۔ چنانچہ عربی کو جائز مقام دلانے کے لئے ایک تجویز سمجھ میں آتی ہے کہ انگلش کو اختیاری مضمون کی حیثیت دے دی جائے۔ اس پر لوگ یہ ضرور کہیں گے کہ اس طرح سائنس، ٹیکنالوجی و جدید علوم کی تحصیل میں دشواریاں پیش آئیں گے۔ اس کا ایک حل یہ ہے کہ جو حضرات اپنے بچوں کو ڈاکٹر، انجینئر یا سائنسدان بنانا چاہتے ہیں انہیں چاہئے کہ وہ بچوں کو ابتداء سے ہی

انگلش بطور اختیاری مضمون پڑھائیں۔ اور جو بچے میٹرک۔ الف اے۔ کرنے کے بعد ڈاکٹر، انجنیئر بننا چاہتے ہوں اور انہوں نے انگلش ابتدا سے نہ پڑھی ہو۔ ان کے لئے سپیشل کلاسیں لگائی جائیں اور وہ میٹرک۔ الیف اے کے انگلش مضمون کے امتحان علیحدہ جیسا کہ پہلے کسی زمانہ میں مڈل کے لئے ہوا کرتا تھا، دیں۔ اس سے کئی فائدے حاصل ہوں گے۔ مثلاً:

جو بچے دوسرے مضامین میں اعلیٰ نمبر لے کر پاس ہوتے ہیں۔ لیکن صرف انگلش میں ناکامی ان کو تحصیل علم سے متنفر و ناکام بنا دیتی ہے۔ اپنی تعلیم ادھوری نہیں چھوڑیں گے بلکہ اُسے مکمل کرنے کے بعد نمایاں کامیابی حاصل کریں گے۔ مجھے یاد ہے۔ ۱۹۵۶ء میں میں نے میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ ہماری کلاس میں ۳۳ لڑکے تھے، جن میں سے صرف تین کامیاب ہوئے۔ ۳۰ طالب علم جو فیل ہوئے وہ صرف انگلش ہی میں فیل ہوئے تھے۔ ان میں ایسے طالب علم بھی تھے، جو بہترین ذہانت کے مالک تھے۔ اب وہ کوچوان گاڑی بان اور پرچون فروش ہیں۔ جبکہ وہ کلاس میں حساب، سائنس، ڈرائنگ و دیگر مضامین میں بہت اچھے نمبر حاصل کرتے تھے۔ اور آخر دو سال بعد اس سکول کو جسے لاہور کارپوریشن چلاتی تھی، غیر تسلی بخش نتیجہ نکلنے پر بند کر دیا۔ آپ خود اندازہ لگائیں اس سے کتنے بچوں کا مستقبل تاریک ہوا ہوگا۔ چنانچہ انگلش کے بغیر طالب علم صرف اپنی تعلیم مکمل ہی نہیں کریں گے۔ بلکہ دوسرے مضامین میں نمایاں کامیابیاں بھی حاصل کریں گے اسی طرح بچوں کی حوصلہ افزائی بھی ہوگی اور وہ اپنی تعلیم بھی آسانی سے حاصل کر سکیں گے۔ اس سے بچوں کو اتنا وقت بخوبی مل سکتا ہے۔ کہ وہ دوسرے مضامین کیطرف تندہی سے توجہ مرتکز کر سکیں اور نمایاں کامیابی حاصل کر کے والدین کی حوصلہ افزائی بھی کریں۔

ہمیں زبانوں کے مضامین کے سلیبس کبھی تبدیل نہ کرنا چاہئے تاکہ طالب علم آسانی سے اور جلد از جلد اس زبان کو پڑھ لکھ سکے۔ زندگی کے قیمتی سولہ بیس سال تعلیم حاصل کرنے کے بعد اگر ایک صاحب کو اپنے پاس کردہ مضمون جسکا وہ ماسٹر ہو پڑھنے، لکھنے، سمجھنے اور سمجھانے میں مہارت نہ ہو تو اس سے صاف ظاہر ہے کہ اس نے اپنے والدین کے خون پسینہ کی کمائی کو ہی ضائع نہیں کیا بلکہ اپنی زندگی کے بہترین دور کو ضائع کر دیا جبکہ زندگی کا یہی دور اصل زندگی بناتا ہے ——— ہمیں اپنے بچوں، نوجوانوں طالب علموں کی زندگیاں سنوارنے میں ہر قدم اٹھانا چاہئے۔ اور ملک میں اسلامی ماحول پیدا کرنے کیلئے ہر ممکن کوشش کرنی چاہئے نئی پود میں نئی روح پھونکنی چاہئے۔ اور ان کی زندگی صحیح راستے پر گزارنے کیلئے صحیح رہنمائی و رہبری کرنی چاہئے۔ چنانچہ ہمیں انگلش، اردو، پنجابی، پشتو، سندھی، بلوچی و دیگر زبانوں کے چکر میں پڑنے کی بجائے ستاروں پر کمند ڈالنے کا انتظام کرنا چاہئے۔ ملک میں اسلامی ماحول پیدا کرنے کی ہر ممکن کوشش ہونی چاہئے۔

(محمد اسلم۔ ایم اے اردو، انگلش۔ لاہور)